تفسیر ماتریدی

یا

تاویلات اهل السنة

(سلسلہ کے لئے دیکھئے جون ۱۹۷۳)

ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی

(۵)

دوسرا گروہ ان لوگوں کا ھے جو کتاب اللہ کی پیروی نہیں کرتا اور نہ کسی پیغمبر پر ایمان رکھتا ھے، اس کے افراد بتوں کی اور آگ، پتھر اور ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ھیں جن کو ان کا جی چاھتا ھے، اور یہ ایسی چیزیں ھیں جو نہ ضرر کی مالک ھیں نہ نفع کی۔

ایسے لوگوں کی کوئی شریعت نہیں، یہ لوگ سب کے سب حیران و سراسیمہ ھیں، نہ کسی معبود کو پہچانتے ھیں نہ کوئی اچھا راستہ دیکھتے ھیں، نہ ان میں کوئی ایسا شخص ھے جو خوف و مصیبت میں کسی راستے کی طرف رھنمائی کرسکے اور حق پر انھیں گامزن بنائے۔ بلکہ گمراہ پھرتے ھیں اور تاریکیوں میں مبہوت و متحیر رھتے ھیں۔

دونوں گروھوں میں سے جو حیرت و استعجاب میں ھیں وہ ایسے شخص کے زیادہ محتاج ھیں جو انھیں گمراھی کی بیماری سے شفا دے اور ھدایت کی روشنی مہیا کرے، اور آپس میں محبت و وداد کی روشنی بڑھائے اور اختلاف کی تاریکی کو دور کرے، شیطان کے راستے سے نکال کر ان کو اللہ کے راستے پر چلائے۔ معبود حقیقی کی معرفت سے انھیں آراستہ کرے تاکہ باطل خداؤں کو اپنا رب نہ سمجھیں۔

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.
http://iri.iiu.edu.pk/

ایسے نازک دور میں جبکہ ایک راہ نما کی سخت ضرورت تھی اللہ تعالی نے ان کی طرف ایک پیغمبر بھیجا، انھیں اپنی آیات سے نوازا، تاکہ رسول اللہ کی آیتوں کی انھیں تعلیم دے، اللہ تعالی نے اپنی نعمتیں ان پر اتاریں تاکہ ان کو گمراھی سے بچائے بشرطیکہ اس پیغمبر کی وہ لوگ اطاعت کریں اور اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں۔

گویا ان لوگوں کی مثال اس قوم جیسی ہے جو گھنگور گھٹا اور رات کی تاریکیوں میں مبتلا کی گئی، تاریکی کی وجہ سے کچھ سجھائی نہ دیتا تھا کہ اپنی ضرورتوں کو پوری کریں اس لئے حیران و پریشان تھے، کیونکہ تاریکی میں صحیح جگہ ان کے قدم نہیں پڑرہے تھے، ایسی حالت میں ان کی حیرانگی نے انھیں آگ جلانے پر آمادہ کیا کہ اپنی حاجتیں پوری کریں، اور ھلاکت سے بچیں نیز صحیح قدم رکھ سکیں۔

ایسی قوم سے بھی مثال دی جاسکتی ہے جو سخت بھوک پیاس میں مبتلا ہے، زمانہ تنگ اور قحط کا ہے، لوگ فریاد کرتے ھیں کہ کوئی انھیں اس پریشان حالی سے نکالے، اللہتعالیٰ ان کی فریاد سن لیتا ہے اور بارش سے زمین سیراب کرتا ہے۔

اس قوم میں کچھ لوگ ایسے ھوئے جنھوں نے آگ جلانے بارش برسانے وغیرہ جیسی نعمتوں کا اعتراف کیا، اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ صمیم قلب سے ادا کرنے لگے، یہ لوگ ھلاکت سے نجات پاگئے، اور اپنی حاجتوں کو پاگئے، آگ اور بارش سے نفع اٹھانے میں کامیاب رہے۔

یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچانا اور اللہ کا شکریہ ادا کیا۔

مگر اس قوم میں کچھ ایسے لوگ بھی ھیں جنھوں نے کفران نعمت کیا، اور آگ کی روشنی کو نعمت نہ سمجھا اور دئے ھوئیے انعام کی ناشکری

کی (اور اس حال کو بھول گئے جس میں مبتلا تھے)، جس کی طرف اشارہ کرتے ھوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ھے: ”واذا مس الانسان ضر (الزمر : ٨، ٩ع) (جب کوئی تکلیف انسان پر آپڑتی ھے) اس طرح کی کئی آیتیں ھیں مثلاً : ”واذا مسکم الضر فی البحر،، (الاسراء : ٦٧) (اور جب سمندر میں تم کو کچھ نقصان پہنچ جاتا ھے)، چنانچہ اللہ تعالی نے ان کی روشنی کو بجھا دیا، تو اب آگ کی روشنی سے نفع نہیں اٹھاتے، اور نہ اس چیز کو پاتے ھیں جس کے ذریعہ اپنی حاجت پوری کریں۔

یہ شان ان لوگوں کی ھے جنھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا، نہ تو ان سے نفع اٹھائے اور نہ اپنی حاجتوں کو پاسکے۔ بلکہ اور زیادہ تیرگی اور حیرت میں پڑگئے، جیسا کہ آگ جلانے والے کے ساتھ پیش آتا ھے کہ اس کی آنکھ خیرہ ھو جاتی ھے۔

اسی طرح وہ لوگ ھیں جو سخت تاریکی میں راستہ چلتے ھوئے آزمائیش میں مبتلاھوئے۔ اور اس نعمت کا شکریہ ادا نہیں کیا کہ ان کے قدم رکھنے کو اللہ تعالیٰ نے بجلی کی چمک پیدا کی، تو اللہ تعالی نے برق کے نور سے ان کو محروم کردیا، بجلی کی چمک بند ھوگئی، بادل ان کی ھلاکت کو پھر آگئے، اور بارش ان کے لئے بلائے (ناگہانی) بن گئی۔

ایسے ھی وہ لوگ ھیں جو رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے آگے اپنی بڑائی چاھتے ھیں اور ان کی باتیں سننے سے اعراض کرتے ھیں، (شر سے بچنے کی) قوت اللہ ھی کی توفیق سے حاصل ھوتی ھے۔

وقولہ : یاایھا الناس اعبدوا ربکم [٦ - و]، اے لوگو ! اپنے پروردگار ٦ - و
کی عبادت کرو۔ یہ خطاب خاص و عام دونوں کا احتمال رکھتا ھے۔

اور ”عبادت کرو،، کا مفہوم یہ ھے کہ اپنے پروردگار کو ایک سمجھو،

عبادت توحید کو اس طرح بتاتی ھے کہ اللہ تعالی کی عبادت توحید کے ساتھ ھوتی ھے اور توحید ھی سے خالص ھوتی ھے۔

نیز ''اعبدوا،، کہا جاتا ھے اور معنیٰ یہ ھے کہ اللہ کی اطاعت کرو یعنی اپنی عبادت کو اللہ کے لئے خاص کرو، اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو۔

دونوں تاویل کی (صورتوں) میں خطاب کفار کو ھے۔

''اعبدوا،، کا مطلب ھے اللہ کی اطاعت کرو۔

عبادت کا مفہوم ھے کہ عبد (بندہ) اپنی ساری باتوں کو قول و عمل عقیدہ و معاملہ کو اللہ کے لئے بنائے۔ اسی طرح توحید و اسلام کو اللہ ھی کے لئے سمجھے۔

طاعت و فرمانبرداری کا تعلق فرمانبرداری اور حکم بجالانے کے ساتھ ھے۔ یہ تو جائز ھے کہ غیر اللہ کی اطاعت کرے۔ مگر غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں۔ بنابریں ھر وہ شخص جو کسی دوسرے کے حکم پر عمل کرتا ھے تو گویا وہ دوسرے کی فرمانبرداری کرتا ھے، چنانچہ اللہ تعالی کا قول ھے: ''و اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول،، (سورۃ المائدہ : ٩٢)۔ اور جو شخص کسی دوسرے کے حکم کے مطابق عمل کرتا ھے وہ اس کا عابد نہیں۔ اور ھم اللہ ھی سے (حق سمجھنے کی) مدد چاھتے ھیں :

آیندہ اس ذات کا بیان ھے جس نے اپنی توحید اور اپنے لئے خالص عبادت کا حکم دیا: چنانچہ اللہ نے فرمایا : (الذی خلقکم والذین من قبلکم)، جس نے تم لوگوں کو اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے۔

اور جن کو تم پوجتے ھو انھوں نے نہ تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے۔ تو کیوں تم ان کو پوجتے ھو اور اس ذات کو نہیں پوجتے جس نے تم کو پیدا کیا ھے و باللہ التوفیق۔

وقوله : (لعلكم تتقون) تاکہ تم لوگ شرک و معاصی سے بچو دو وجہیں ہو سکتی ہیں :

١ - تم بچو گناہوں اور منع کی ہوئی اشیاء اور ان چیزوں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حرام کیا ہے۔ اگر یہ مفہوم مراد ہے تو خطاب مومنین سے ہے۔

٢ - تم شرک اور غیر اللہ کی عبادت سے بچو۔ اس مفہوم کی تقدیر پر خطاب کفار سے ہے۔ * شیخ فرماتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ تقویٰ اور توحید کے حکم کو عام سمجھا جائے، اور تقویٰ کی خبر کو خاص۔

''لعلکم،، یعنی تاکہ تم سب تقویٰ سے کام لو۔

وقوله : ''الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماءً فاخرج به من الثمرات رزقا لکم ،،۔

''جس ذات نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو بلند عمارت بنایا، اور آسمان سے پانی (بارش) اتارا، جس سے تمہاری رزق کے لئے طرح طرح کے پھل پیدا کئے ،،۔

اس ذات سے ڈرنے کا بیان ہے جس کی توحید کا حکم ہے، اور جس کی عبادت اور جس کے لئے نیت خالص کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا : ''جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا تاکہ تم سب اس سے نفع حاصل کرو، اور اس میں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے طرح طرح کے منافع حاصل کرو، جہاں اپنا ٹھکانا اور رہنے کی جگہ بنا سکو،،۔

''والسماء بناء،، یعنی آسمان کی عمارت کو بلند کیا۔

---

* شیخ سے مراد غالباً ابو منصور ماتریدی ہیں، اگر انہوں نے خود تفسیر املا کیا تو ظاہر ہے تلامذہ نے یہ الفاظ بڑھا دئے۔ اور اگر املا کرنا ثابت نہیں تو اس کو امام ماتریدی کے قریب العہد کے ناقلین کا اضافہ سمجھنا چاہئے۔

سماء هر اونچی اور مرتفع شے کو کہتے هیں، چنانچه گھر کی چھت کو بلند هونے کی وجه سے 'سماء' کہا جاتا هے۔

سماء کو 'بناء' کہا گیا هے اگرچه مخلوق کی بنا (عمارت) سے اس کو کوئی مشابہت نہیں هے اس لئے که لفظ بناء انسان کی بنائی هوئی عمارتوں کے لئے خاص نہیں هے (بناء الہی پر بھی اس کا اطلاق مستعمل هے۔)

پھر الله جلشانه نے عبادت کے مستحق کی مزید وضاحت کردی که اسی کی عبادت کرو جو تمہارے لئے آسمان یعنی اونچی بدلیوں سے تمہاری حاجتوں کے مطابق پانی برساتا هے، اور اس کی عبادت نه کرو جس کے متعلق تمہیں علم هے که اس نے تمکو نه پیدا کیا اور نه تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا اور نه اس پانی سے تمہارے کھانے کو انواع و اقسام کے پھل پیدا کئے۔

(عبادت کے لائق تو) وهی ایک الله هے جس کا کوئی شریک نہیں، (اور عبادت کا وهی حقدار هے) کیونکه وه تمکو پیدا کرتا هے، رزق دیتا هے، تمہارے لئے آسمان سے پانی برساتا هے جس سے طرح طرح کی چیزیں اگائی جاتی هیں جن کو تم کھاتے هو، اور تازه شیریں پانی پیتے هو۔

اس آیت مبارکه میں یه دلالت بھی موجود هے که آسمان و زمین پیدا کرنے، پانی برسانے اور پھر پھلوں کے پیدا کرنے نیز اقسام و انواع کے منافع پیدا کرنے سے مقصود بنو آدم هیں، جن کے لئے ساری کائنات شب و روز محنت کر رهے هیں۔ جیسا که ان آیات مبارکه سے ظاهر هے: ''تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور جو چیزیں اگتی هیں اور جو کچھ اتاری جاتی هیں (سب تمہارے لئے هیں)۔ ایک دوسری آیت میں مذکور هے: ''وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منه (الجاثیة: ۱۳): تمہارے تابع کئے گئے وه سب کچھ جو آسمانوں میں هیں اور جو زمین میں

هیں، سارے کے سارے۔ تیسرا فرمان هے : ''سخر لکم اللیل والنهار (ابراهیم : ٣٣، النحل : ١٢) اور الله نے تمهارے تابع بنایا هے رات کو اور دن کو''۔ ''وسخر لکم الفلك (ابراهیم : ٣٣) اور تمهارا مسخر بنایا هے آسمان کو''، اس طرح کی بهت سی آیتیں هیں ۔

ان سب کی نسبت الله تعالیٰ نے هم سب کی طرف کی هے، پهر الله بزرگ و برتر نے اپنے لطف(وکرم) سے آسمان کے منافع کو زمین کے منافع کے ساتھ متصل کردیا هے حالانکه دونوں کے درمیان مسافت بهت هے، تاکه یه واضح هوجائے که زمین کچھ اگاتی هے تو صرف اس وجه سے که آسمان سے پانی برستا هے، اور سب کو اس بات کا علم هوجائے که آسمان کا اولین بار پیدا کرنے والا زمین کا پیدا کرنے والا هے، اگر دونوں کے پیدا کرنے والے غیر هوتے تو آسمان و زمین کے منافع کو باوجود دونوں کے ایک دوسرے سے دور هونے کے متصل بیان کرنے کا کوئی مفهوم نه هوتا، اور نه ایک کے دوسرے سے مختلف هونے کی غرض و غایت ظاهر هوتی ۔

بنابریں ان آیات سے ظاهر هے که آسمان و زمین دونوں کا بنانے والا ایک هے، جس کا نه کوئی شریک هے اور نه اس کی کوئی مثال ۔

کچھ لوگوں کا خیال هے که ساری اشیاء همارے لئے حلال هیں، جب تک کسی چیز سے منع وارد نه هو مطلق سب همارے لئے مباح هیں ان کی دلیل یه هے که الله تعالی فرماتا هے : ''رزقالکم''، هم نے ان سب کو تمهارے لئے رزق بنایا هے ، پهر فرماتا هے'' کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً'' (البقرة : ١٦٨) جو کچھ زمین میں هے انهیں کهاؤ که حلال طیب هیں ۔

کچھ دوسرے لوگوں کا خیال هے که یه آیتیں اباحت پر دلالت نهیں کرتیں، کیونکه اشیاء همارے لئے من کل الوجوده (هر اعتبار سے) نهیں هیں،

تو اشیاء سے احتراز ھمارے لئے ضروری ہے یہاں تک کہ اباحت کا حکم آجائے۔ مزید یہ کہ اشیاء حلال ھیں اسباب کی بنا پر، تو اسباب کے وجود سے پہلے منع و احتراز کا ھونا لامحالہ ظاھر ہے، پس حلال و اباحت کے حکم سے پیشتر سارے اشیاء منع و احتراز کے حامل ھیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اشیاء ھمارے لئے بطور ابتلا و آزمایش پیدا کی گئی ھیں، ایک فتنہ ھیں جن سے ھماری آزمایش مقصود ہے۔

چنانچہ اللہتعالی فرماتا ہے: ”انما اموالکم و اولادکم فتنة (الانفال: ۲۸، التغابن: ۱۵) تمہاری دولت تمہاری اولاد فتنے ھی ھیں، جن کے ذریعہ ھم تمہارا امتحان لیتے ھیں،“ نیز فرماتا ہے: ”ولنبلو نکم بشئی من الخوف (البقرة: ۱۵۵) البتہ ھم کسی قدر خوف سے تمھیں ضرور آزمائیں گے،،۔

یہ بھی واضح ہے کہ عقل تسلیم نہیں کرتی کہ ساری اشیاء پر اباحت کا اطلاق کریں، کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ھوگا کہ بہت سے مخلوق برباد اور فنا ھوجائے گی۔ چنانچہ اس لئے اللہتعالی نے ھر ایک کے ملک کو علیحدہ علیحدہ بیان کردیا کہ اپنے اپنے خاص سبب کے ذریعہ اپنے ملک کو حاصل کرے۔ اور کسی قسم کی ھلاکت و فساد ان میں رونما نہ ھو۔

وقوله: فلا تجعلواللہ انداداً: اور اللہ ھی سے ھم مدد چاھتے ھیں۔ تو اللہ کے تم لوگ عبادت میں شریک و برابر کسی کو نہ بناؤ، سب کا رب ایک ہے، شئے کا 'ند، اس کا مساوی (عدل) ہے، اور اس کی شکل: اس کی مثال۔

وقوله: وانتم تعلمون، اور تم جانتے ھو اولاً یہ کہ اس کا کوئی برابری کرنے والا، اس جیسا کوئی نہیں کہ ان کائنات کو پیدا کرکے تمھیں دکھائے، اور نہ تم نے یہ دیکھا کہ تمہارے معبودوں (بتوں) میں سے کسی نے کوئی شے بنائی۔

ثانیاً یه که تم جانتے هو که تم میں اس (معبود حقیقی) نے ایسی چیزیں پیدا کی هیں که اگر ان میں غور و خوض، اور تفکر و تدبر کرو تو تمهیں یقین هوجائے گا که اس کے برابر اور مانند کوئی دوسرا نهیں، اسی طرح الله فرماتا هے ’’وفی انفسکم افلا تبصرون،، (الذاریات : ۲۱) اور کیا تم اپنے کو نهیں دیکھتے که (تمهارے نفوس میں کیسی کیسی چیزیں هیں، جن کو الله کے سوا کسی نے نهیں پیدا کیا)۔

* * *